Anwar al-Sirah: International Research Journal for the Study of the Prophet Muhammad (PBUH)'s Biography
ISSN: 3006-7766 (online)and 3006-7758 (print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/anwaralsirah/index
Published by: Seerat Chair, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

مکی و مدنی مواخات اور جدید اسلامی معاشرتی تنظیم کی تشکیل

Religious Brotherhood and the Formation of Modern Islamic Society

Sumaira Ashraf*
Teaching Assistant, Department of Islamic Learning, University of Karachi

Abstract

For the welfare and improvement of the human race, various instructions and ideas have been presented since the beginning of the world, based on which the purpose of the creation of humanity has been clear. Allah Almighty has sent His Prophets and Messengers for this purpose. And assigned to them the task of the unity of the world, which they performed in the best way for the promotion of world peace, but the great success achieved as a result of the efforts of Prophet Muhammad Mustafaﷺ, is unprecedented in history. Among the measures taken by the Prophet ﷺ for the peace of the world is the relationship of brotherhood, which is a reflection of the character and teachings of the Prophet ﷺ. The basis of brotherhood established by the Prophetﷺ is the relationship of faith between people, on the other hand, all the foundations of brotherhood are the weakest and have a limited scope. The main motivation of the Muwakhat relationship, whether Makki or Madani, was to highlight the potential of Muslims and make them active citizens of the society so that they could perform their duties as peaceful citizens by utilizing their abilities. Contract of Muwakhat awakened such a spirit of unity and unity among the Muslims that they were considered as the great power of their time. With this thought of the Prophet, the society found an excellent system under which in the early golden age of Islam, Islamic in all respects. The foundations could be strengthened and this theory of thought will remain a torch for the security of world peace for the rest of the world.

Keywords: World Peace, Religion, Muwakhat, Brotherhood, Islam, Companions

تعارف:

نسلِ انسانی کی فلاح و بہتری کے لیے ابتدائے عالم سے ہی مختلف ہدایات و نظریات پیش کیے جاتے رہے ہیں، جس کی بنا پر تخلیقِ انسانیت کا مقصد واضح ہوتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر انبیاء و رسل کو اسی مقصد کے لیے مبعوث فرمایا اور ان کے ذمہ اتحادِ عالم کا فریضہ سونپا، جسے انہوں نے امنِ عالم کے فروغ کے لیے بہترین انداز میں سرانجام دیا لیکن جو عظیم کامیابی نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کاوشوں کے نتیجے میں حاصل ہوئی، اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے امنِ عالم

* Email of corresponding author: sumairaashraf427@gmail.com

کے لیے جو اقدامات کیے، ان میں سرِ فہرست رشتۂ اخوت ہے جو آپ ﷺ کے کردار و تعلیمات کا عکاس ہے۔ آپ ﷺ کے قائم کردہ رشتۂ اخوت و بھائی چارے کی بنیاد لوگوں کے مابین ایمانی رشتہ ہے، اس کے بالمقابل اخوت کی ساری بنیادیں کمزور ہیں، جن کا دائرہ کار محدود ہے۔

رشتۂ مواخات خواہ مکی ہو یا مدنی، دونوں کا اہم محرک مسلمانوں کی قابلیت کو اجاگر کرنا اور انہیں معاشرے کا فعال باشندہ بنانا تھا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پُر امن شہری ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض سر انجام دے سکیں۔ عقدِ مواخات نے مسلمانوں میں اتحاد اور یک جہتی کی ایسی روح بیدار کی کہ وہ اپنے دور کی بڑی طاقت شمار کیے جانے لگے۔ آپ ﷺ کے اس نظریۂ فکر سے معاشرے کو ایک بہترین نظام ملا جس کے تحت اسلام کے ابتدائی سنہرے دور میں ہر لحاظ سے اسلامی بنیادوں کو مستحکم کیا جاسکا اور رہتی دنیا تک یہ نظریۂ فکر، امنِ عالم کی سلامتی کے لیے مشعلِ راہ رہے گا۔ اس مقالہ میں اسی نظریۂ رسول ﷺ کی افادیت اور اس کے تحت جدید اسلامی معاشرے کی تشکیلِ نو پر روشنی ڈالی جائے گی۔

عقدِ مواخات:

مواخات عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی باہم بھائی چارہ، بھائی بندی، ایک فرد کو دوسرے کا بھائی بنانا اور ان کے درمیان رشتۂ اخوت قائم کرنا ہے۔[1] اسلام نے تمام مسلمانوں کو رشتۂ اخوت کے ذریعے ایک دوسرے سے باہم جوڑ دیا ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے، وطن اور علاقے کے رہنے والے ہوں، کلمہ توحید کے ذریعے اس مستحکم رشتے سے آپس میں منسلک ہو جاتے ہیں اور یہ کلمہ ان کے درمیان ایسا رشتہ قائم کر دیتا ہے جسے اصطلاحاتِ قرآنی کے تحت "اخوت" کا نام دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾[2]

ترجمہ: مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں، تو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرواؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ کہیں تم پر رحم کیا جائے۔

عقدِ مواخات کی اہمیت و افادیت:

تمام مومن آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ایمان ہی ان کے درمیان وہ مضبوط ترین رشتہ ہے جس نے انہیں باہم جوڑ دیا، باقی تمام رشتوں کی حیثیت ثانوی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مومن ایمان کے دائرے میں داخل ہوتے ہی دوسرے مومنین کے ساتھ مضبوط رشتے سے جڑ جاتا ہے اور اس کو مضبوط کرنے کے لیے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے اور مؤید و مددگار رہنے کی ترغیب دلائی گئی۔ یہی رشتۂ ایمانی رشتۂ اخوت کہلاتا ہے۔ اسلام میں یہ رشتہ بہت اہمیت کا حامل ہے جس کی افادیت پر قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ میں متعدد احکامات ملتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے معاشرے کی تشکیل اور تعمیر نو کے لیے اسی رشتے کو بنیاد قرار دیا ہے کہ فرمان خداوندی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا

وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ﴾[3]

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی، وہی آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

اسی رشتہ اخوت کو قائم رکھنے اور باہمی اختلافات اور تفرقہ سے پرہیز کرنے سے متعلق اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ﴾[4]

ترجمہ: اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو، اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی جب تم آپس میں دشمن تھے تو اس کے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور اپنی نعمت سے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔

متعدد احادیث مبارکہ میں بھی مسلمانوں کے اسی رشتۂ اخوت کی وضاحت کی گئی ہے اور مسلمانوں کو بہت سی خصوصیات سے متصف کرتے ہوئے ایک دوسرے کا معاون اور مددگار قرار دیا گیا ہے۔ امت مسلمہ کو ایک جسد واحد کے مثل قرار دیتے ہوئے انہیں ہر دکھ سکھ میں ایک دوسرے کا شریک بنایا۔ کئی روایات اس پر دال ہیں، مختصراً چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے: مومنین کو صفاتِ کریمہ سے متصف کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

المسلم اخو المسلم لا يخونه ولا يكذبه ولا يحزله كل المسلم على المسلم حرام عرضه و ماله ودمه[5]

ترجمہ: مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اسے دھوکہ دیتا ہے، نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے، نہ اس سے خیانت کرتا ہے۔ ہر مسلمان کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

مزید ارشاد نبوی ﷺ ہے:

اَلْمُسْلِمُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنِ اشْتَكَى عَيْنُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ وَإِنِ اشْتَكَى رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ[6]

ترجمہ: مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے، اگر جسم کی آنکھ میں تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر سر میں درد ہو تو سارا جسم درد کا شکار ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں کے بھائی چارے اور اخوت سے متعلق احادیث مبارکہ میں کثرت سے ذکر ملتا ہے لیکن اختصار کے ساتھ یہاں چند کا بیان کیا گیا ہے۔

رشتۂ اخوت کا نبوی مظہر:

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کا مشاہدہ کیا جائے تو بعثت سے قبل ہی آپ اپنے اخلاق و کردار میں ممتاز رہے۔ آپ ﷺ کے حلقہ احباب آپ کے کردار سے متاثر تھے۔ لیکن جب آپ ﷺ کو فریضۂ نبوت عطا کیا گیا تو معاشرے کی اکثریت آپ ﷺ سے

بغض وعناد کے سبب دشمن بن گئی لیکن آپ ﷺ نے نہایت حکمت کے ذریعے اسلام کو فروغ دیا اور ایسی جماعت کی تشکیل فرمائی جو اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ ﷺ نے جماعت میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے جو حکمت عملی اختیار کی، وہ مواخات ہے۔ مواخات کے دو پہلو سیرت طیبہ میں ملتے ہیں ایک اس وقت جب اسلام نوزائیدہ تھا۔ السابقون الاولون میں جدوجہد کو پروان چڑھانے کے لیے آپ ﷺ نے رشتہ اخوت کے ذریعے ان کے دلوں کو جوڑ دیا، اسی طرح جب اسلام مکہ سے نکل کر مدینہ پہنچا اور مہاجرین اہلیان مدینہ کے ساتھ رہائش پذیر ہوئے تو ان کے دلوں کو جوڑنے کے لیے آپ ﷺ نے ان کے درمیان رشتۂ اخوت قائم کر دیا۔ یہ مکی اور مدنی مواخات اسلام کی ابتدائی تاریخ کے دو اہم مراحل ہیں، جنہوں نے مسلمانوں کے درمیان سماجی، اقتصادی اور دینی وحدت کو مستحکم کیا۔ یہ واقعات رسول اکرم ﷺ کی حکمت عملی اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اخوت کی عملی مثالیں ہیں۔ ذیل میں مکی اور مدنی مواخات سے متعلق تفصیلات کا ذکر ہے۔

مکی مؤاخات:

مکی مؤاخات کا تعلق اسلام کے ابتدائی دور سے ہے جب نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو کفارِ مکہ کے مظالم سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک بھائی چارے کا نظام قائم کیا۔ کیوں کہ مسلمان کفار مکہ کی طرف سے مسلمانوں پر مسلسل ظلم و ستم کے باعث سماجی اور معاشی مشکلات کا شکار ہو گئے تھے۔ اس دور میں نبی خاتم ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان اخوت کے رشتے استوار کیے، تاکہ وہ ایک دوسرے کی مدد کر سکیں اور اسلام کی بنیاد پر اتحاد قائم کریں۔ مکی مؤاخات نے مسلمانوں کو مکہ مکرمہ کے مشکل حالات میں ثابت قدم رہنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا عملی درس دیا۔ مکی مؤاخات نے ابتدائی اسلامی معاشرت کے اصولوں کی بنیاد رکھی، جو بعد میں اسلام کی عالمگیر دعوت کا سبب بنے۔

مکی مؤاخات کی خصوصیات:

مکی مؤاخات کا بنیادی مقصد مسلمانوں کے درمیان یک جہتی اور آپسی تعاون کو فروغ دینا تھا تاکہ وہ اپنے دشمنوں کے خلاف مضبوطی سے کھڑے ہو سکیں۔ یہ مؤاخات صرف مالی یا معاشی مدد تک محدود نہیں تھی، بلکہ اخلاقی اور دینی حمایت بھی شامل تھی۔ اس نے مسلمانوں کے درمیان دشمنی اور عداوت کو ختم کیا اور محبت اور اخوت کا ماحول پیدا کیا۔ یہ مؤاخات زیادہ تر اخلاقی اور روحانی مدد کے گرد گھومتی تھی۔ (7)

مکی مواخات کے فریق:

اسلامی تاریخ میں مکی مؤاخات کے فریقین کے بارے میں کوئی خاص اور متفقہ تفصیل نہیں ملتی۔ یہ مؤاخات زیادہ تر معنوی اور دینی اعتبار سے تھی، جس کا مقصد مکہ مکرمہ میں موجود مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور اخوت پیدا کرنا تھا تاکہ وہ کفار مکہ کے ظلم و ستم کا مقابلہ کر سکیں۔ لیکن ثانوی اعتبار سے جو تفصیل مکی مواخات کے فریقین کی ملتی ہے وہ درج ذیل ہے:

رسول اللہ ﷺ نے رشتہ مواخات قائم کیا، سیدنا حمزہ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ کے درمیان، حضرت ابو بکر صدیق اور

حضرت عمر فاروق کے درمیان، حضرت عثمان غنی اور سیدنا عبدالرحمن بن عوف کے مابین، حضرت زبیر بن عوام اور عبداللہ بن مسعود کو باہم بھائی بنایا، حضرت عبیدہ بن حارث کا بھائی حضرت بلال بن رباح کو بنایا گیا، مصعب بن عمیر کو حضرت سعد بن ابی وقاص کا بھائی بنایا، ابو عبیدہ بن جراح اور سالم المولی ابی حذیفہ کے درمیان رشتہ اخوت قائم کیا، سعید بن زید اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو رشتہ اخوت میں منسلک کیا گیا اور جناب علی کو اپنا بھائی بنایا اور فرمایا کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔(8)

اس کے علاوہ دیگر مسلمانوں کے درمیان بھی آپ ﷺ نے رشتۂ اخوت قائم کیا جس سے مسلمانوں میں یک جہتی پروان چڑھی۔

مکی مواخات کے اسباب:

مکی مواخات کے اسباب میں چند نکات زیرِ بحث ہیں۔

1. باہمی انس و محبت

مکہ مکرمہ کا معاشرہ قبائلی نظام پر مبنی تھا، جس میں خاندان اور قبیلے کی حمایت بہت اہمیت رکھتی تھی۔ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو وہ اپنے قبیلے کی حمایت سے محروم ہو جاتا تھا، اور قبیلے کے دوسرے افراد اس سے قطع تعلق کر لیتے تھے۔ عرب معاشرے کا دستور تھا کہ قبائل کے ساتھ رہنا اور خاندانی نظام قائم رکھنا ان کی طاقت اور مضبوطی کی دلیل تھی اور قبیلے سے کٹ کے رہنے والے کی کوئی حیثیت نہیں رہتی تھی۔ مسلمانوں نے جب اسلام قبول کیا تو قبیلے کے لوگوں نے ان سے دشمنی مول لیتے ہوئے انہیں قبیلہ بدر کر دیا اور ان کے خلاف ظالمانہ کاروائیاں کرنے لگے۔ یہی وجہ تھی کہ خاندانی سرپرستی اور تحفظ کے ختم ہو جانے کے سبب مسلمان خود کو بے بس محسوس کرتے اور کوئی ان کا پرسانِ حال نہ ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس غم کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے، ان کے خونی رشتوں کے ٹوٹ جانے کے سبب جو انس و محبت کا فقدان ہو رہا ہے اسے ختم کرنے کے لیے باہمی اخوت و بھائی چارے کے قیام کی حکمت عملی اختیار فرمائی۔

2. غلاموں کی پوشیدہ صلاحیتوں کا نکھار

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں مخصوص صلاحیتوں کو پوشیدہ رکھا ہے ان صلاحیتوں کو اجاگر کرنا اور بروئے کار لانا سرپرستوں کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔ مواخات کا ایک اہم سبب یہ تھا کہ غلاموں کی تعلیم اور تربیت کا خاص انتظام کیا جائے کیوں کہ وہ بھی معاشرے کا ایک اہم رکن ہیں۔ چوں کہ غلاموں کو معاشرے میں عام انسانوں کے حقوق حاصل نہ تھے لہذا ان کی تعلیم اور تربیت پر خاص توجہ نہ دی گئی تھی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں تعلیم یافتہ مسلمانوں کے ساتھ اخوت کے رشتے میں جوڑ دیا تاکہ معاشرے میں ان کو ان صلاحیتوں اور مہارتوں سے قابل احترام مقام دلایا جاسکے۔

3. معاشی مسائل کی روک تھام

ابتدائی مسلمانوں میں صاحب ثروت اور غرباء دونوں اقسام کے افراد پائے جاتے تھے۔ کچھ لوگ سیاسی اور معاشی طور پر مستحکم قبیلے کے لوگ بھی تھے جب کہ اکثریت کمزور طبقہ کے افراد کی تھی۔ قریش کے بائیکاٹ اور تجارتی سرگرمیوں پر پابندی نے بھی

مسلمانوں کی معاشی حالت کو مزید خراب کر دیا تھا۔ ان کے معاشی مسائل کو حل کرنے اور ناداری دور کرنے کے لیے صاحب ثروت لوگوں کے ساتھ ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا تاکہ مسلمان کفار کی جانب سے دی گئی اذیتوں اور معاشی بائیکاٹ کا حل نکال سکیں۔ محمد بن حبیب نے مکہ مکرمہ کی مواخات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

اخی بینھم علی الحق والمواساۃ وذالک بمکۃ۔ (9)

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے باہمی ہمدردی اور مدد کی بنیاد پر رشتۂ اخوت قائم کیا اور یہ مکہ میں ہوا۔

4. قریش کا دباؤ اور ظلم کی روک تھام

مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو قریش کی طرف سے شدید ظلم و ستم کا سامنا تھا۔ قریش نے مسلمانوں کے معاشی بائیکاٹ، جسمانی تشدد اور سماجی بائیکاٹ کی شکل میں دباؤ ڈالا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے مؤاخات کو عملی جامہ پہنانا ضروری ہو گیا تاکہ قریش کے بائیکاٹ کی وجہ سے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔ کیوں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (10)

ترجمہ: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کی پریشانی دور کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانیوں کو دور کرے گا۔

یہ حدیث مسلمانوں کے درمیان تعاون اور مدد کی تعلیم دیتی ہے، جو مکی مؤاخات کا ایک بنیادی پہلو تھا۔

مکی مؤاخات کے اہم اثرات:

مکی مؤاخات نے ابتدائی مسلمانوں کے درمیان مضبوط اتحاد پیدا کیا۔ یہ اتحاد کفار کے ظلم و ستم کے مقابلے میں مسلمانوں کو مضبوط کرنے کا سبب بنا۔ مؤاخات نے مسلمانوں کو آپس میں قریب کر دیا، جس سے وہ مشکلات کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوئے۔ اسی طرح مسلمانوں کے درمیان معاشرتی تعاون کی بنیاد رکھی۔ مسلمان ایک دوسرے کی مدد کرتے، مالی مشکلات میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے، اور اپنے وسائل کو تقسیم کرتے تھے۔ اس سے مکہ کے کمزور اور مظلوم مسلمانوں کو سہارا ملا۔ اس کا ایک اہم اثر دینی اور روحانی حمایت کا نظام تھا۔ مسلمان ایک دوسرے کو ایمان پر ثابت قدم رہنے میں مدد فراہم کرتے تھے، اور مشترکہ نمازیں اور دینی اجتماعات منعقد کرتے تھے۔ اس سے مسلمانوں میں دینی جوش و خروش پیدا ہوا اور وہ کفار کی مشکلات کا سامنا کرنے کے قابل ہوئے۔ مکی مؤاخات نے مسلمانوں کو صبر، تحمل، اور مشکلات کا سامنا کرنے کی تربیت دی۔ کفار کی جانب سے شدید مظالم کے باوجود مسلمانوں نے ایک دوسرے کا ساتھ دیا اور اسلام کے راستے پر گامزن رہے۔ اس بارے میں ارشاد باری ہے:

﴿وَالْعَصْرِ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾(11)

ترجمہ: زمانے کی قسم کہ بیشک انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے کہ جو ایمان لائے اور عمل

نیک کرتے رہے اور آپس میں اک دوسرے کو حق بات اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

یعنی حق بات اور صبر کی تلقین برادرانِ اسلام کی باہمی ذمہ داری قرار دی گئی۔ اس سے مسلمانوں کے اخلاقی معیار میں بہتری آئی۔ اسی طرح مکی مؤاخات نے مسلمانوں کے درمیان اخوت اور بھائی چارے کا ایسا ماحول پیدا کیا جس نے اسلام کی دعوت کو مضبوط کیا۔ جب مسلمان خود ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور تعاون کا مظاہرہ کرتے تھے، تو یہ اسلام کے عملی نمونے کے طور پر غیر مسلموں کے لیے بھی متاثر کن تھا۔(12)

مکی مواخات میں مسلمانوں کا کردار:

مکی مؤاخات کے دوران مسلمانوں کا کردار انتہائی اہم تھا، کیوں کہ اس وقت مسلمانوں کو مکہ مکرمہ میں شدید مشکلات، ظلم و ستم اور سماجی دباؤ کا سامنا تھا۔ اس مؤاخات نے مسلمانوں کو مشکلات کے مقابلے میں ثابت قدم رہنے کا درس دیا۔ اس دور میں مسلمانوں نے مختلف پہلوؤں میں اہم کردار ادا کیا۔ مکی دور میں مسلمانوں کا سب سے نمایاں کردار صبر اور ثابت قدمی کا تھا۔ کفار مکہ کی طرف سے شدید ظلم و ستم کے باوجود، مسلمانوں نے اپنے ایمان پر قائم رہنے کی کوشش کی۔ ان میں سے کچھ مسلمانوں کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا، جیسے حضرت بلالؓ، حضرت یاسرؓ اور حضرت سمیہؓ، لیکن انہوں نے اسلام سے پیچھے ہٹنے کے بجائے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔(13) اسی طرح معاشرتی اور معاشی مشکلات کے باوجود، مسلمان ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ یہ مدد مالی، جذباتی اور دینی حمایت کی صورت میں تھی۔ مثال کے طور پر، حضرت ابو بکرؓ جیسے مال دار صحابہ نے اپنے مال و دولت سے مسلمانوں کی مدد کی۔(14) مکی مؤاخات کے دوران مسلمانوں نے اپنی جان، مال اور وقت کی قربانی دی۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنے مال و دولت کو اسلام کی تبلیغ کے لیے وقف کیا، جب کہ حضرت علی نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا۔ ان قربانیوں نے مکی مؤاخات کو مضبوط کیا اور اسلام کے پیغام کو فروغ دیا۔ مسلمانوں نے کفار کی دشمنی اور سماجی تنہائی کا مقابلہ کیا۔ کفار مکہ کے معاشرتی بائیکاٹ کا سامنا کرنا پڑا، لیکن مسلمانوں نے ان مشکلات کے باوجود ایک دوسرے کا ساتھ دیا اور اسلام کی راہ پر گامزن رہے۔ مسلمانوں کا یہی اخلاق و کردار تھا جس سے اسلام کی دعوت تمام عالم تک پہنچی۔ ان کا صبر، برداشت، دیانتداری، اور اخوت کا مظاہرہ غیر مسلموں کو متاثر کرنے کا سبب بنا۔ اس دور میں مسلمانوں کا مثالی کردار قریش کے درمیان اسلام کی دعوت کو پھیلانے کا ذریعہ بنا۔ الغرض مکی مؤاخات کے دوران مسلمانوں کا کردار اخوت، صبر، ایثار، اور قربانی کا تھا۔ انہوں نے مشکلات کے باوجود ایک دوسرے کی مدد کی، اسلامی اصولوں پر عمل کیا، اور دعوتِ اسلام کو فروغ دیا۔ ان کے اس کردار نے نہ صرف مکی مؤاخات کو کامیاب بنایا بلکہ اسلامی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد رکھی، جو بعد میں مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کے قیام کا سبب بنی۔

مدنی مواخات:

مدنی مؤاخات کو مؤاخاتِ مدینہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اسلام میں اخوت و بھائی چارہ کا اہم واقعہ ہے جو ہجرت کے پانچ ماہ بعد مدینہ منورہ میں پیش آیا۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں ایک نئے معاشرتی ڈھانچے کی ضرورت تھی۔ مدنی مؤاخات اس نئے معاشرتی نظام کا ایک اہم

حصہ تھا کیوں کہ جب نبی اکرم ﷺ اور مہاجرین مدینہ پہنچے تو مہاجرین کو نئے شہر میں رہائش، روزگار اور مالی مدد کی ضرورت تھی۔اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات قائم کی تاکہ دونوں گروہوں کے درمیان تعاون اور بھائی چارے کو فروغ دیا جاسکے۔ انصار نے اس مشکل وقت میں مہاجرین کو گلے لگایا لیکن انصار کی طرف سے یہ صرف زبانی استقبال نہیں تھا، بلکہ عملی طور پر انہوں نے اپنی جائیدادیں، گھروں اور وسائل کو مہاجرین کے ساتھ تقسیم کیا۔اس مؤاخات کا مقصد مہاجرین کی مالی اور سماجی مشکلات کا حل نکالنا تھا۔مؤاخات کا یہ معاہدہ آپ ﷺ نے اپنی مسجد میں منعقد کیا، جس میں 45 مہاجرین اور 45 انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا گیا۔ مدنی مؤاخات کا اثر اسلامی معاشرے پر بہت گہرا تھا۔ اس نے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ، محبت، اور ہمدردی کا ماحول پیدا کیا۔ اس مؤاخات نے مہاجرین کو مدینہ میں اقتصادی استحکام فراہم کیا اور اسلامی معاشرے کو مضبوط کیا۔احادیث میں کثرت سے اس مواخات کا تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

> كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرُ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ (15)
>
> ترجمہ: مہاجرین جب مدینہ آئے تو مہاجر انصار کا ترکہ پاتے تھے اور انصاری کے ناتہ داروں کو کچھ نہ ملتا۔ اس بھائی چارہ کی وجہ سے جو نبی کریم ﷺ نے ان کے درمیان قائم کر دیا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نہ صرف جذباتی اور مالی تعاون ان کے درمیان پایا جاتا تھا بلکہ ترکہ میں بھی وہ ایک دوسرے کے حصہ دار مقرر کر دیے گئے تھے۔ انصار نے اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرنا جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، پر مکمل انداز میں عمل کر کے کامل ایمان حاصل کر رکھا تھا۔([16]) یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنی ہر چیز میں حصہ دار بنالیا۔اسی طرح حضرت ابو درداءؓ نے بیان کیا:

> "ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: 'تمہارے درمیان محبت اور بھائی چارہ قائم کرو، کیونکہ یہی تمہارے ایمان کی نشانی ہے۔'" (17)
>
> یہ حدیث مدنی مؤاخات میں بھائی چارے اور محبت کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔

مدنی مواخات کے فریقین:

مہاجرین سب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے درمیان عقدِ مواخات قائم فرمایا اور کوئی مہاجر ایسا نہیں تھا جس کا بھائی چارہ کسی انصاری کے ساتھ نہ ہوا ہو۔ سیرت نگاروں نے اس عقد میں شامل فریقین کی مختلف انداز میں مختلف تعداد بیان کی۔ ابن ہشام کے مطابق 16 مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم ہوا([18]) جب کہ بلاذری کے مطابق 22 انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ ہوا۔ البتہ مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مواخات میں تمام انصار و مہاجرین کو منسلک کیا گیا اور کوئی بھی اس عقد سے محروم نہ رہا۔([19]) ابن حبیب نے 56 انصار مہاجرین کے نام ذکر کیے۔([20]) اسی طرح ابن سید الناس کے مطابق 45 انصار

ومہاجرین کے نام بیان کیے جاتے ہیں۔([21]) اگر ان تمام کا مجموعی انداز دیکھا جائے تو مندرجہ ذیل صحابہ کرام کے مشہور نام ملتے ہیں جن کو مواخات میں جوڑا گیا:۔

ابو بکر اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر، عمر فاروق اور سیدنا عتبان بن مالک، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع، عثمان بن عفان اور اوس بن ثابت، ابو حذیفہ بن عتبہ اور عباد بن بشر، عمار بن یاسر اور حذیفہ بن یمان، ابو عبیدہ بن جراح اور سعد بن معاذ، بلال بن رباح اور عبد اللہ بن عبد الرحمن، ارقم بن الارقم اور طلحہ بن زید، عثمان بن مظعون اور ابو الہیثم بن التیہان، طفیل بن حارث اور مقدر بن محمد، خباب بن الارت اور جبار بن صحر، سعید بن زید اور رافع بن مالک، معمر بن حارث اور معاذ بن عفراء، عمیر بن ابی وقاص اور عمر بن معاذ، زید بن حارثہ اور اسید بن حضیر، عمرو بن سراقہ اور سعد بن زید، سلمان فارسی اور ابو الدرداء۔([22])

ان تمام کے علاوہ بھی دیگر نام ذکر کیے جاتے ہیں جن کو مواخات میں ایک دوسرے کا بھائی بنایا گیا۔

اخوت وبھائی چارے کے سبب ریاست مدینہ کی تشکیل نو:

رسول اللہ ﷺ نے ریاست مدینہ کی تشکیل نو کے لیے جو مواخات کا اسلوب اپنایا اس نے بہت سے معاملات میں معاشرتی برائیوں کو دور کرتے ہوئے مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور باہمی بھائی چارے کی صورت اختیار کی۔ وہ معاملات خواہ خانہ جنگی کے ہو یا تہذیبی فرق کے ہوں، اسی طرح تعلیمی مسائل کی وجہ سے درپیش ہوں یا معاشرتی اور معاشی مسائل کی وجہ سے ہوں۔ مواخات کے ان تمام مسائل پر قابو پایا گیا اور ہر معاملے میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کا معاون مددگار بنا دیا گیا۔ اسی طرح غلامانہ نظام کو تبدیل کیا گیا، ایک آزاد شخص کے ساتھ ایک غلام کو اخوت کے رشتے میں جوڑ دینے سے غلاموں میں سے ذہنی اور فکری پستی کو دور کرنا مقصود تھا۔ انہیں آزاد لوگوں کے ہم پلہ کرنا اور غلامی نے ان کی فکر و نفسیات کو جو متاثر کیا تھا اس کو ختم کرنا اور معاشرے کا بھرپور اور موثر شہری بنانا مقصود تھا، جسے مواخات کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچایا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا مواخات کا عملی اقدام بہت کامیاب رہا۔ اس لیے کہ انصار مہاجرین کے اس قریبی تعلق اور باہمی اخوت ومحبت اور تعاون سے نئی تہذیب اور نیا تمدن وجود میں آیا۔ وہ تہذیب وتمدن جس کی بنیاد اسلامی عقائد، اخلاق حسن اور اعمال صالحہ تھے۔

یہ عقیدے کی قوت اور جذبہ عمل ہی تھا کہ جس نے انصار کے دلوں میں اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے بے پناہ قربانیوں کا جذبہ پیدا کیا۔ انصار کی طرف سے جذبہ ایثار و قربانی کو قرآن کریم نے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾(23)

ترجمہ: وہ اپنے بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ خود ہی ضرورت مند کیوں نہ ہو۔

اس طرح انصار مدینہ کے لیے قران کریم کی یہ شہادت باعث فخر و افتخار ہے۔

جدید اسلامی معاشرتی نظام کی تشکیل میں مواخات نبوی ﷺ کے اثرات:

مکی اور مدنی مؤاخات کے اصول دورِ جدید میں ایک اسلامی معاشرتی نظام کے قیام کے لیے رہنمائی فراہم کرنے میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور ان کا موجودہ زمانے پر کئی طریقوں سے اثر پڑتا ہے۔ یہ اثرات اسلامی معاشرتی اصولوں کی بنیاد اور اسلامی روایات کی پائیداری کو برقرار رکھتے ہیں۔ مکی مؤاخات نے مسلمانوں کو روحانی طور پر مضبوط اور صبر کرنے کی تعلیم دی۔ دورِ حاضر میں بھی، مسلمانوں کو مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہذا انہیں دونوں مؤاخات کا سبق ان میں صبر اور استقامت کی روح کو اجاگر کرتا ہے۔ اسی طرح مکی دور میں مسلمانوں کی شناخت اور اپنے عقائد کی مضبوطی کو برقرار رکھنا ضروری تھا۔ آج بھی، مختلف ثقافتی اور مذہبی تنوعات کے درمیان مسلمانوں کو اپنی شناخت اور عقائد کو برقرار رکھنے میں یہی اصول مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ مدنی مؤاخات کے حوالے سے دیکھا جائے تو اس میں معاشرتی تعاون اور مالی مدد کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ دور حاضر میں بھی، معاشرتی معاونت اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کے اصول معاشرتی استحکام اور بہبود کے لئے اہم ہیں۔ کمیونٹی سروسز، خیرات، اور باہمی مدد کے پروگرام اسی اصول پر قائم ہیں۔ مدنی مؤاخات نے برابری اور انصاف کی بنیاد رکھی، جس نے اسلامی ریاست میں تمام افراد کو مساوی حقوق فراہم کیے۔ آج کے دور میں بھی، یہ اصول انسانی حقوق اور انصاف کے عالمی معیارات کے مطابق معاشرتی نظام میں شامل ہیں۔ مدنی مؤاخات نے مختلف قبائل اور گروہوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ آج کے عالمگیریت کے دور میں، مختلف ثقافتوں اور قومیتوں کے درمیان ہم آہنگی اور تعاون کی اہمیت بڑھ گئی ہے، اور مدنی مؤاخات کے اصول اس ہم آہنگی کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اسی طرح مدنی مؤاخات نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی، جو آج بھی اسلامی ممالک اور اسلامی ریاستی نظاموں کی تشکیل میں راہ نمائی فراہم کرتی ہے۔ اسلامی قوانین اور اصولوں کی بنیاد پر ریاستی نظام کی تشکیل اس مؤاخات کے اصولوں کی عکاسی کرتی ہے۔

الغرض مکی اور مدنی مؤاخات کے اصول آج کے دور میں بھی مختلف طریقوں سے موثر ہیں۔ مکی مؤاخات نے روحانی مضبوطی، اخلاقی اصولوں اور شناخت کے اہمیت کو اجاگر کیا، جب کہ مدنی مؤاخات نے معاشرتی تعاون، برابری، انصاف اور ہم آہنگی کو فروغ دیا۔ یہ اصول موجودہ دور میں معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی نظاموں میں شامل ہیں اور اسلامی تعلیمات کی پیروی میں راہ نمائی فراہم کرتے ہیں۔ رشتہ مواخات کو بار بار پڑھنے اور دہرانے کی ضرورت ہے کہ دور حاضر کی تحریکات کے قائدین کا فرض ہے کہ اس مواخات

کے اسرار و رموز کو خود بھی سمجھیں اور ایسے تحقیقاتی ادارے قائم کریں جو مواخات کے ہر پہلو کو اجاگر کریں۔ اس کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے منصوبہ بندی کریں تاکہ مسلم امہ کے ہر فرد کے اندر محبت، پیار، حمیت، رفاقت، آثار اور قربانی کے جذبات کو ابھارا جاسکے۔ اس کے نتیجے میں کارکنان تحریک اسلامی کو بھی مواخات کے اس نظام میں پرویا جاسکے جیسے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚوَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾(24)

ترجمہ: اور وہ (مال) ان کے لیے بھی ہے کہ جنھوں نے ان سے پہلے (مدینہ میں) گھر اور ایمان حاصل کر رکھا ہے، جو ان کے پاس وطن چھوڑ کر آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں، اور اپنے سینوں میں اس کی نسبت کوئی خلش نہیں پاتے جو مہاجرین کو دیا جائے، اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہو، اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا جائے پس وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اسی طرح اگر سیرت کی کتابوں سے استفادہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے امت مسلمہ کی شرازہ بندی کی خاطر اس موڑ پر بالخصوص صحابہ کرام کو تعلیم دی کہ اسلام کے نظام حکومت کی چند بنیادیں ہیں جن کے بغیر اسلامی عالمی برادری وجود میں نہیں آسکتی۔ کتاب و سنت کی روشنی میں وہ چند بنیادیں یہ ہیں:

1۔ خیر خواہی، 2۔ عدل، 3۔ ایثار، 4۔ احسان 5۔ رحمت 6۔ الفت 7۔ عفو درگزر 8۔ اعتماد 9۔ قدر و منزلت

پھر آپ ﷺ نے اخوت کی عمارت کو مضبوط اور مزین کرنے والے کاموں کی فہرست بیان کی، جس میں ایک دوسرے کی عزت و آبرو کا تحفظ جو اخوت کی عمارت کو مضبوط و مستحکم اور مزین کرنے والا عمل ہے۔ دکھ درد میں شریک ہونا۔ احتساب و نصیحت کرنا۔ ملاقات سلام و مصافحہ کرنا جس میں محبت و خوش اخلاقی موجود ہو۔ عیادتِ مریض اور وفات کی صورت میں تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شرکت شخصی اور ذاتی امور میں شرکت اور اپنے جذبات کا اظہار کرنا۔ ہدیہ یعنی تحفہ دینا اور تحائف کا تبادلہ کرنا ہدیہ کے بدلے میں بہتر سے بہتر طریقے سے جواب دینا۔ شکریہ ادا کرنا دعاؤں کی برسات برسادینا، ایک دوسرے کو کھانے پر بلانا اور مل کر کھانا کھانا، باہم اگر کبھی شکر رنجی ہو جائے تو غلط فہمی دور کر دینا اور واقعی شکایت درست ہو تو اس کو جلدی سے جلدی دور کرنا، تعلقات خراب ہو تو ان کے درمیان صلح کرانا۔ اسی طرح ایک دوسرے کا احترام کرنا اور اچھے ناموں اور اچھی صفات کے ساتھ ایک دوسرے کو یاد کرنا یادرکھنا۔ یہ کام اسلام کے نظام و فوت کی عمارت کو مضبوط اور مزین کرنے والے ہیں۔

نیز اسلام کے نظام اخوت کی عمارت کو تباہ و برباد کرنے والے جو کام ہیں ان کی فہرست بھی بیان کر دی کہ ایک دوسرے کے حقوق سے دستبرداری کرنا، ایک دوسرے کے جسم و جان کے درپے ہونا، بدکلامی کرنا اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا، ایک دوسرے کی غیبت کرنا، چغل خوری کرنا، تجسس کرنا، مذاق اڑانا اور کسی کو حقیر سمجھنا، بدزبانی کرنا اور کسی پر تہمت لگانا، کسی کو نقصان پہنچانا، دل آزاری کرنا، دھوکہ دینا، حسد کرنا، عار دلانا وغیرہ۔ یہ مدنی دور کے آغاز میں ہی نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو اسلامی اخوت کی ان

بنیادوں کی تعلیم دی اور اخوت اسلامی کی عمارت کو مضبوط اور مستحکم ومزین کرنے کے لیے اوصاف کو اپنانے کی ترغیب بھی دی اور محنت کو تباہ کرنے والے اوصاف رذیلہ سے بچ کر رہنے کی تاکید بھی فرمائی۔

مکی اور مدنی دور کا موازنہ کیا جائے تو آپ کو تہذیب وتمدن اور معاشرہ میں بہت بڑا فرق نظر آتا ہے لہذا مواخات کے انعقاد کے بعد یہ ضروری ہو گیا کہ اسلامی اخوت کے تکمیلی مرحلے کے لیے اس نظامی مواخات کے ساتھ اس کی بنیادوں کو بیان کیا جاتا اور اسلامی عمارت کو جو چیزیں مضبوط کرنے والی تھی اس کو بھی بیان کی جاسکے۔ پس اب بھی مسلمانوں اور بالخصوص داعیانِ اسلامی انقلاب کو اپنے اندر درج بالا خصوصیات پیدا کرنا ہوں گی، جن کے نتیجے میں خلافت علی منہاج النبوہ نے قائم ہونا ہے۔

عصر حاضر میں مواخات کی صورت:

عصر حاضر میں مؤاخات کی صورتیں مختلف انداز میں نظر آتی ہیں اور جدید معاشرتی، اقتصادی، اور سیاسی حالات کے مطابق تطبیق پذیر ہیں۔ آج کے دور میں مؤاخات کے اصول کو معاشرتی ہم آہنگی، تعاون اور انسانیت کی خدمت کے ذریعے نافذ کیا جاتا ہے۔ یہاں عصر حاضر میں مؤاخات کی چند صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

- معاشرتی تعاون اور مدد

عصرِ حاضر میں اگر مواخات کا معاشرے پر اثر دیکھا جائے تو سب سے پہلے اس بات کا ذہن نشین ہونا ضروری ہے کہ معاشرہ انسانوں سے مل کر بنتا ہے انسان اپنی بقا اور ارتقا کے لیے معاشرے کا محتاج ہے۔ بڑے سے بڑا اور ہر قسم کے مسائل سے مالا مال آدمی بھی اپنی ضروریات اور حاجاتِ زندگی تنہا پورا نہیں کر سکتا۔ اس لیے مفکرین کا کہنا ہے کہ انسان اپنی طبیعت اور فطرت اور جبلت کے اعتبار سے معاشرتی مزاج رکھنے والا ہے۔ خاندان اور انسانی معاشرے سے وابستہ رہنے کی ضرورت اور فطرت کی اہمیت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرے کے لوگوں کو آپس میں جوڑنے کے لیے مواخات کی ضرورت ہر دور میں پائی جاتی ہے۔ اس حوالے سے مختلف مفکرین نے رائے دی ہیں۔ اسی فطرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

> وكل بني ادم لا تتم مصلحتهم لا في الدنيا ولا في الاخره الا بالاجتماع والتعاون والتناصر، فالتعاون والتناصر على جلب منافعهم والتناصر لدفع مضارهم ولهذا يقال الانسان مدني الطبع۔(25)
>
> ترجمہ: تمام بنی آدم کی مصلحت دنیا اور آخرت میں انسانی اجتماع باہمی تعاون اور باہمی مدد کے بغیر پایا تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی۔ باہمی تعاون اور مدد لوگوں کے منافع کے حصول اور مضرت کے دفاع کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے۔

معاشرہ ہمیشہ باہمی ہم اہنگی کی صورت میں کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے جس معاشروں میں اخوت اور بھائی چارگی اور باہمی ہم آہنگی کا فقدان ہوتا ہے وہ زوال پذیر معاشروں میں صف اول میں دیکھے جاتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں ہم آہنگی کا فروغ نہایت ضروری ہے۔ اخوت اور بھائی چارے کے نہ ہونے کے باعث ہم بہت سی مشکلات سے دوچار ہیں۔ مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے سے

باہم شیر وشکر ہونا چاہیے۔جب کسی کو کسی کی ضرورت محسوس ہو تو فورادوسرے شخص کو اس کی مدد کو پہنچنا چاہیے۔ کسی کی عیب جوئی سے پرہیز کرنا اور ایک دوسرے کی غیبت کرنا، بغض و کینہ رکھنا اور طعن و تشنیع، کسی صحت مند معاشرے کے افراد کو زیب نہیں دیتا ہے۔ اگر آج ہم اپنے معاشرے میں ان صفات کو لاگو کر لیں تو ہمارے لیے بہت سی معاشرتی خرابیوں سے چھٹکارا پانا آسان ہو جائے گا۔ دورِ حاضر کے معاشرتی تعاون اور مدد کی دو صورتیں پائی جاتی ہیں:

1۔ خیرات اور فلاحی ادارے

آج کے دور میں خیرات، زکوۃ، اور فلاحی ادارے مختلف طریقوں سے محتاجوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں، جو مدنی مؤاخات کے اصول پر مبنی ہے کہ ہر شخص دوسرے کی مدد کرے اور معاشرتی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔

2۔ کمیونٹی سروس

مختلف کمیونٹی سروسز اور رضاکارانہ پروگرام بھی مؤاخات کی صورت ہیں، جو لوگوں کو باہمی تعاون اور مدد کی تعلیم دیتے ہیں۔

- اقتصادی تعاون

مواخات کے ذریعے سے اقتصادی تعاون کو بھی فروغ دیا جا سکتا ہے۔ اخوت اور بھائی چارہ معاشی بدحالی کو روکنے کے لیے کارآمد ہے۔ دور رسول ﷺ میں بھی معاشی بدحالی کی روک تھام کے لیے اسی طریقے کار کو اختیار کیا گیا، جس سے معاشرے میں استحکام پیدا ہوا۔ دور جدید میں بھی اسی انداز کو اپنایا جا سکتا ہے۔ اس میں بھی دو صورتیں پائی جاتی ہیں:

1۔ سماجی کاروبار

معاشرتی کاروباری ماڈل جیسے کہ سماجی کاروبار اور کوآپریٹو ادارے لوگوں کو مالی طور پر مستحکم کرنے اور ان کی معاشی ضروریات پوری کرنے میں مدد دیتے ہیں، جو مدنی مؤاخات کے معاشرتی اور اقتصادی تعاون کی عکاسی کرتا ہے۔

2۔ مائیکروفنانس

مائیکرو فنانس پروگرامز اور قرضے ضرورت مند لوگوں کو اقتصادی خود مختاری فراہم کرتے ہیں، جو کہ مؤاخات کی اقتصادی معاونت کے اصول کی پیروی کرتے ہیں۔

- ثقافتی ہم آہنگی

اس کی دو صورتیں ہیں:۔

بین الثقافتی مکالمہ: مختلف ثقافتوں اور مذہبی گروہوں کے درمیان مکالمے اور تعاون کی حوصلہ افزائی، آپس میں محبت اور بھائی چارے کو فروغ دینے کا ایک طریقہ ہے، جو مدنی مؤاخات کے اصولوں سے ہم آہنگ ہے۔

ملٹی کلچرل ایونٹس: ثقافتی، مذہبی، اور نسلی تنوع کو منانے کے ایونٹس اور پروگرامز بھی اس بات کی نمائندگی کرتے ہیں کہ مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد آپس میں ہم آہنگی اور بھائی چارہ برقرار رکھ سکتے ہیں۔

- انسانیت کی خدمت

انسانی خدمت اور معاشرے کی امن و سلامتی کے لیے مواخات اپنی مثال آپ ہے۔ تکریم انسانیت کے بنیادی اصولوں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور انسانیت کی خدمت کرنا شامل ہے۔ اسی طرح ہنگامی صورتحال میں باہمی اتحاد اور یک جہتی کا ثبوت دینا، ایک دوسرے کے مسائل کو حل کرنا اور بحرانوں سے نجات دلانے میں ایک دوسرے کے معاون ہونا، اسی رشتہ اخوت کے تحت بنتا ہے۔ عصر حاضر میں بھی اس طرح کی صورتحال میں اگر انسانوں کے درمیان باہمی بھائی چارہ اور ہم آہنگی پائی جائے تو بہت سے بحرانوں اور نقصانات پر قابو پانا آسان ہو جاتا ہے۔ ذیل میں خدمتِ انسانیت کے دو انداز دکھائے جاتے ہیں۔

1۔انسانی حقوق اور خیر سگالی: انسانی حقوق کی پاسداری اور عالمی سطح پر خیر سگالی کے اقدامات مؤاخات کی روح کو ظاہر کرتے ہیں، جہاں ایک فرد یا قوم دوسرے کی بھلائی کی فکر کرتی ہے۔

2۔ہنگامی حالات میں امداد: قدرتی آفات، جنگ یا بحران کے دوران امدادی کارروائیاں اور انسانی مدد، جیسے کہ پناہ گزینوں کی مدد، مؤاخات کے اصولوں کی عملی تصویر ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق، موجودہ دور میں قدرتی آفات، جنگ، یا بحران کے دوران امدادی کارروائیاں اور انسانی مدد کی فراہمی کی جاتی ہے، جو کہ مؤاخات کے اصولوں پر عمل پیرا ہے۔

- بین المذاہب تعاون

مختلف مذاہب کے درمیان مکالمے اور تعاون کی کوششیں، جو مذہبی اور ثقافتی اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کی مدد اور احترام کی بنیاد پر کام کرتی ہیں، مدنی مؤاخات کے اصول کی عکاسی کرتی ہیں۔

- تکنیکی اور تعلیمی تعاون

اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:۔

آن لائن فورمز اور پلیٹ فارم: آن لائن فورمز اور تعلیمی پلیٹ فارم جو لوگوں کو علم، معلومات، اور مہارتیں فراہم کرتے ہیں، اور مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد کو باہم جڑنے کا موقع دیتے ہیں۔

بین الاقوامی تعاون: بین الاقوامی تنظیمیں اور پروگرامز جو عالمی مسائل جیسے کہ صحت، تعلیم، اور ماحولیاتی مسائل پر کام کرتے ہیں، اور ممالک کے درمیان تعاون اور مدد کی کوششیں کرتے ہیں۔

- اخلاقی اصول اور راہ نمائی

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مشاہدہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں اخلاقیات کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان باہمی اتحاد کے لیے اخلاقی اقدار اور حسن اخلاق کو بہت اہمیت کا حامل قرار دیا ہے، نہ صرف اپنے کردار بلکہ اپنی تعلیمات میں بھی اسی عنصر کو واضح کیا کہ معاشرے سے بدحالی کے رجحان کو کم کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ رشتۂ اخوت اسی وقت کامیاب تصور کیا جائے گا۔ جس کی صورتیں اس انداز سے بیان کی جا سکتی ہیں۔

اخلاقی راہ نمائی : نبی اکرم ﷺ کے مؤاخات کے اصول آج بھی اخلاقی راہ نمائی فراہم کرتے ہیں، جیسے کہ محبت، بھائی چارہ، اور تعاون۔ یہ اصول آج کے معاشرتی اور پیشہ ورانہ ماحول میں اخلاقی معیار قائم کرنے میں مددگار ہیں۔

ذاتی اور معاشرتی ذمہ داری : مؤاخات کی تعلیمات افراد اور اداروں کو ذاتی اور معاشرتی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور پورا کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں، جو کہ ایک اخلاقی اور ذمہ دار معاشرت کے قیام میں معاون ہیں۔

خلاصۃ البحث:

اسلامی ریاست کی تشکیل نو کے لیے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں جن حکمت عملیوں کی نشاندہی ملتی ہے ان میں ایک مواخات بھی ہے۔ آپ نے اپنی مکی اور مدنی زندگی میں مسلمانوں کو رشتہ اخوت سے منسلک فرمایا اور ان میں اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے کے لیے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ایسے رشتے سے جوڑ دیا کہ جس کے ذریعے ان میں احساس برابری پیدا ہو۔ مکی مواخات میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم اور تعدی کی شدت کو کم کرنے اور آپس میں ایک دوسرے کی ڈھارس بننے کے لیے مسلمانوں کو رشتہ اخوت سے منسلک کیا گیا جب کہ مدنی مواخات میں بے گھر مہاجرین کی آبادکاری اور انصار و مہاجرین کے درمیان محبت اور الفت پیدا کرنے کے لیے آپ ﷺ نے انہیں بھائی چارے اور اخوت جیسے پاکیزہ رشتے میں جوڑ دیا، جس سے ایک اسلامی معاشرے میں نیا پن دیکھنے کو ملا جس میں مسلمان ہم آہنگی کے ساتھ ہر طرح کے مسائل کو حل کرنے کے قابل ہوئے۔ اگر انہیں دونوں مواخات کا مطالعہ کیا جائے تو دور جدید میں تشکیل پانے والی اسلامی ریاست میں وہ تمام خوبیاں پیدا کی جاسکتی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی ریاست مدینہ میں موجود تھیں۔ وہ فوائد جو نبوی ریاست میں اس رشتہ اخوت سے ملے عصر حاضر میں بھی اس کی تشکیل نو کی جاسکتی ہے اور مسلمانوں کو اتحاد کا درس دیتے ہوئے اک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کے رشتے میں جوڑ دیا جائے جس سے معاشرے کا استحکام عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ عصر حاضر میں مؤاخات کی صورتیں معاشرتی، اقتصادی، ثقافتی، اور انسانی سطح پر ترقی یافتہ ہیں، اور مختلف طریقوں سے بھائی چارہ، تعاون اور انسانیت کی خدمت کو فروغ دیتی ہیں۔ یہ صورتیں اسلامی اصولوں کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں اور معاشرتی تانے بانے کو مضبوط کرتی ہیں۔ مکی و مدنی مؤاخات کے اصولوں کی روشنی میں اسلامی معاشرتی اقدار کو برقرار رکھتی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی:

(1) لویس معلوف، المنجد، (لاہور : خزینہ علم و ادب،1995ء)، ص24

Lôes M'alôf, Al-Munjid,(Lāhore: Khazîna Ilm o Adab,1995), p.24.

(2) القرآن 10:49

Al-Qur'ān, 49:10.

(3) القرآن 72:8

Al-Qur'ān, 8:72.

(4) القرآن 103:3

Al-Qur'ān, 3:103.

(5) ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی، جامع ترمذی، (لاہور:اسلامی کتب خانہ) رقم الحدیث:1927

Abu ’Aêsa Tirmizî, Jām’a Tirmizî,(Lāhore: Islāmi Kutub Khāna) Hadîth no.1927.

(6) مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم ، (لاہور: نعمانی کتب خانہ،1981ء)،رقم الحدیث: 2586

Muslim Naishāpori, Sahih Muslim, (Lāhore: N’amāni Kutub Khāna, 1981) Hadîth no.2586.

(7) ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، (لاہور:ادارہ اسلامیات، 1996) ج1، ص340

Ibn e Hashām, Sîrat Ibn e Hashām,(Lāhore: Idāra Islāmiāt, 1996) vol.1, p.340.

(8) احمد بن یحی البلاذری، انساب الاشراف، (مصر: دار المعارف،1959)، ج1، ص270

Ahmed Bin Yahya Al-Blāzri, Insāb Al-Ashrāf, (Egypt: Dār Al-M’aārif,1959) vol.1, p.270.

(9) ابن حبیب المحبر، تصحیح ایلزہ لیحنتن شتیتر، (بیروت: المکتب التجاری، 1985ء)، ص70

Ibn Habîb Al-Mahbar, Tashîh Ailza, (Beirut: Al-Maktab Al-Tajāri, 1985) p.70.

(10) مسلم نیشاپوری، صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2699

Muslim Naishāpori, Sahih Muslim, Hadîth no.2699.

(11) القرآن 1:103

Al-Qur’ān, 103:1

(12) شبلی نعمانی، سیرت النبی، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب،2005ء)، ج1، ص98

Shiblî N’amānî, Sîrat Al-Nabî ﷺ (Lāhore: Al-Faisal Nashirān, 2005) vol.1, p.98.

(13) قاضی سلیمان سلمان منصور پوری، رحمة للعالمین، (کراچی: دار الاشاعت، 2001ء)، ج1، ص57

Qāzî Sulaimān Mansor Porî, Rehmat Al-‘Aālmîn, (Karāchi: Dār AL-Ishā’at, 2001) vol.1, p.57.

(14) ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، ج1، ص318

Ibn e Hashām, Sîrat Ibn e Hashām, vol.1, p.318.

(15) محمد بن اسماعیل بخاری، الصحیح البخاری، (لاہور: اسلامی کتب خانہ)، رقم الحدیث: 2292

Bukhārî, Al-Sahîh Al-Bukhārî, (Lāhore: Islāmî Kutub Khāna) Hadîth no.2292.

(16) ایضاً، رقم الحدیث: 13

Same, Hadîth no.13.

(17) امام احمد بن حنبل، مسند، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ)، ج 1،ص243

Imām Ahmed Bin Hanbal, Masnad, (Lāhore: Maktaba Rehmānia) vol.1, p.243.

(18) ابن ہشام، سیرت ابن ہشام، ج1، ص342

Ibn e Hashām, Sîrat Ibn e Hashām, vol.1, p.342.

(19) البلاذری، انساب الاشراف، ج1، ص271

Al-Blāzrî, Insab Al-Ashrāf, vol.1, p.271.

(20) ابن حبیب، تصحیح ایلزہ ، ص72

Ibn Habîb, Tashîh Ailza, p.72.

(21) ابن سید الناس، عیون الاثر، (لبنان: دار المعرفة)، ج1، ص200

Ibn Syed Al-Nās, ‘Ayun Al-Athar, (Labnān: Dār Al-M’arfat) vol.1, p.200.

(22) فاروق احمد،مصطفوی مدنی عالمی ریاست،(لاہور: مجلس التحقیق الاسلامی،2012)، ص354

Fārooq Ahmed, Mustafawî Madnî ‘Aālmî Riāsat, (Lāhore: Majlis Al-Tahqiq, 2012) p.354.

(23) القرآن 9:59

Al-Qur’ān, 59:9

(24) القرآن 9:59

Al-Qur’ān, 59:9

(25) ابن تیمیہ، مجموع شیخ الاسلام، (حکومة مملکة السعودیة العربیة، 1398ھ)، ج28، ص62

Abn e Taimia, Majmo’a Sheikh Al-Islām,(AL-Sa’odia Al-‘Arbia: 1398H) vol.28, p.62.